(پہلی قسط)

عبدالرحمٰن
(اسلام آباد)

’’ضرورتِ اتحاد‘‘ یا سبائیت کی ترجمانی

محترم قارئین! اس مضمون کی اشاعت کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ ماہنامہ ’’الخیر‘‘ ملتان مارچ ۲۰۰۴ء کی اشاعت میں مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب کا ایک مضمون بعنوان ’’ضرورتِ اتحاد‘‘ شائع ہوا۔ جس میں اتحاد کم اور افتراق زیادہ تھا اور اہل سنت کے عنوان سے سبائیت کی ترجمانی کی گئی تھی۔

ہم نے ایک خط کے ذریعے اس مضمون پر بعض اشکالات واعتراضات کئے تھے اور جناب مفتی صاحب کو بھی مضمون سے رجوع کی دعوتِ فکر دی تھی......اسی جذبے سے ’’الخیر‘‘ ملتان کے محترم مدیر اعلیٰ اور مدیر صاحبان کو بھی اس طرف متوجہ کیا کہ:

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

تقریباً گیارہ ماہ بعد ہمارے اس مضمون کو ’’الخیر‘‘ میں شائع کرنے کی بجائے اس کا جواب شائع کرنا شروع کر دیا۔ ہم نے طویل انتظار کیا کہ شاید صحافتی آداب کی رعایت کرتے ہوئے مدیر ’’الخیر‘‘ مولانا محمد ازہر صاحب ہمارے اس مضمون کو ’’الخیر‘‘ میں جگہ دیں گے۔ یوں قارئین کی حقیقت تک رسائی آسان ہوگی اور سلامتِ فکر کے متعلق وہ صحیح فیصلہ کر سکیں گے۔

محترم مدیر ’’الخیر‘‘ نے ہمارا مضمون تو شائع نہ کیا اور نہ ہی مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ نے اسے شائع کرنے کا حکم دیا جبکہ وہ مضمون ان دونوں حضرات کو بھی ارسال کیا گیا تھا۔ انہوں نے جب صحافتی آداب کی رعایت کا خیال کئے بغیر الٹا ہمارے مضمون کا جواب شائع کرنا شروع کر دیا اور جبکہ ہمارے اشکالات وسوالات کی عبارت انتہائی مختصر اور بغیر دلائل کے مفتی انور اوکاڑوی صاحب نے نقل کی اور وہ بھی ادھوری۔ تو اب ہمارے لیے کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ ’’الخیر‘‘ کی خیر سے مایوس ہو کر ہم نے ’’نقیبِ ختم نبوت‘‘ کے درِحق پر دستک دی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ وہ اس کو ضرور شائع کریں گے۔

محترم مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا مضمون ’’ضرورتِ اتحاد‘‘ ماہنامہ ’’الخیر‘‘ ملتان مارچ ۲۰۰۴ء میں پڑھا۔ اس کی بعض باتیں مجھے سمجھ نہیں آئیں بلکہ مزید الجھن کا باعث بنی ہیں۔ ان کے بارے میں مندرجہ ذیل چند گزارشات پیش خدمت ہیں۔ امید ہے کہ تسلی بخش جواب سے مطمئن فرمائیں گے۔

اوّل: ''رفض کی تائید یا تردید'' کا عنوان قائم کرکے اس کے تحت آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ رافضی، حضور ﷺ کے بعد بارہ معصوم مانتے ہیں۔ یہ لوگ اگر چہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ لفظ استعمال نہیں کرتے مگر عملاً روافض سے پیچھے نہیں کیونکہ حضرت امیر معاویہؓ کی خطاء اجتہادی کا لفظ سن کر فوراً آگ بگولہ ہوجاتے ہیں حالانکہ خطائے اجتہادی عبادت کے درجہ میں ہے۔ جس پر ایک ثواب کا ملنا حدیث پاک سے ثابت ہے ......خطاء اجتہادی کا صحیح مفہوم (یہ ہے۔ازناقل) کہ یہ صورۃً خطا ہے۔ حقیقتاً عبادت کی ایک قسم ہے۔ (''الخیر''۔ص۲۰،۲۱)

جناب مفتی صاحب! مجھے آپ کی اس عبارت پر مندرجہ ذیل چند اشکالات ہیں:

(۱) کیا آپ سے تعبیری تسامح تو نہیں ہوا؟ اس لیے کہ آپ نے اجتہادی خطا کو عبادت قرار دیا اور اس پر ثواب ملنا بیان فرمایا ہے۔ جبکہ اجتہاد عبادت ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے۔ خطا عبادت نہیں اور نہ ہی اس پر ثواب ملتا ہے بلکہ خطا سے ثواب کم ہوجاتا ہے۔ جس حدیث (اذا حکم الحاکم الخ) کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد کی کاوش وجد وجہد پر اور صواب (حکم مطلوب) تک پہنچنے کی وجہ سے اس کو دو اجر ملتے ہیں اور جس سے خطا ہوجائے، اس کو محنت وکوشش (یعنی اجتہاد) کرنے پر ایک اجر ملتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اجتہاد عبادت ہے نہ کہ خطا۔ چنانچہ امام نوویؒ اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فان اصاب فله اجران ، اجر باجتهاده و اجر باصابته و ان اخطاء فله اجر باجتهاد الخ

ترجمہ: اگر مجتہد صواب کو پہنچ جائے تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔ ایک اجر اس کے اجتہاد کی وجہ سے اور دوسرا صواب تک پہنچنے کی اور اگر خطا کرے تو اجتہاد کی وجہ سے اس کے لیے ایک اجر ہے۔'' (نووی شرح مسلم صفحہ ۷۶ ج ۲)

مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ لکھتے ہیں:

فان الحديث صريح فى ثبوت اجر من اخطاء من المجتهدين وليس ذٰلک اجر على الخطاء انما هو اجر علىٰ اجتهاده فى طلب الحق وهو عباده''(تكمله فتح الملهم ص ۵۹۲، ج ۲)

ترجمہ: یعنی اس حدیث سے مجتہد مخطی کو اجر وثواب ملنے کا ثبوت تو ہے لیکن یہ ثواب خطا پر نہیں بلکہ اس کے اجتہاد پر ہے اور یہی عبادت ہے۔

(۲) دوسرا اشکال مجھے آپ کی بات پر یہ ہے کہ بقول آپ کے خطاء اجتہادی کا عبادت ہونا اور اس پر ثواب ملنا کیا صرف حضرت معاویہ کے ساتھ ہی خاص ہے یا حضرت علیؓ ودیگر کسی صحابی کے لیے بھی ہوسکتا ہے؟ اور جیسے حضرت معاویہؓ کے ساتھ ہی خاص ہے یا حضرت علیؓ ودیگر کسی صحابی کے لیے بھی ہوسکتا ہے؟ اور جیسے حضرت معاویہؓ کی طرف اجتہادی خطاء کی نسبت کرنے میں ان کی توہین نہیں ایسے ہی اگر کوئی شخص سیدنا علیؓ ودیگر کسی صحابی کی طرف یہی نسبت کردے تو کیا وہاں بھی اس کو عبادت اور باعث ثواب ہی کہا جائے گا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اگر کہا جائے گا تو پھر ان لوگوں کے بارے میں آپ کیا

فرماتے ہیں جو صفین اجتہاد میں حضرت معاویہ کی بہ نسبت حضرت علیؓ کی خطاء اجتہادی کے قائل ہیں؟ خصوصاً ان لوگوں کے بارے میں جو حضرت علیؓ کی خطاء اجتہادی کا سن کر آگ بگولہ ہو جاتے ہیں۔ علی الاخص جو کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے خطا نہ ہوئی نہ ہو سکتی تھی۔ کیا یہ بھی کہیں روافض کے عقیدۂ عصمتِ ائمہ کی بعینہٖ پیروی تو نہیں۔

(۳) تیسرا اشکال اس حوالے سے میرا یہ ہے کہ کسی مجتہد کی طرف خطاء اجتہادی کی نسبت ایک تو ہوتی ہے۔ برائے تبرئۂ مجتہد کے کسی اجتہاد پر خلاف شرع ہونے کا شبہ ہوتا یا ہونے کا خطرہ تھا۔ اس کی حقیقت بیان کر دی کہ اگر خطا ہے بھی تو اجتہادی ہے اور مجتہد بہر حال ماجور ہے۔ اور ایک نسبت ہوتی ہے برائے تخطئہ کہ آدمی، مجتہد کو بہر صورت مخطی ثابت کرنے بلکہ بنانے پر اپنا سارا زور صرف کر دے۔ کوئی دوسرا اگر مجتہد کے کسی اجتہاد کی ایسی مناسب توجیہ بھی کر دے جس سے اس کی طرف خطا کی نسبت نہ کرنی پڑے تو تب بھی آدمی اس کو ضرور بالضرور مخطی ہی بنانے پر تل جائے۔ کیا آپ کے نزدیک ان دونوں نسبتوں میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا۔ اور اگر نہیں تو کیا جمل وصفین میں حضرت علیؓ کو مجتہد کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اگر کہا جا سکتا ہے تو جو لوگ ایسا کہتے کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

(۴) چوتھا اشکال میرا یہ ہے کہ جو لوگ بقول آپ کے حضرت معاویہؓ کی خطاء اجتہادی کا لفظ سن کر فوراً آگ بگولہ ہو جاتے ہیں۔ ان کو تو آپ نے فرمایا ہے کہ ''یہ لوگ عملاً روافض سے پیچھے نہیں'' لیکن دور حاضر کے امام اہلسنت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے تو اس سے بھی بڑھ کر صرف عملاً نہیں بلکہ شاید عقیدۃً حضرت علیؓ کو معصوم بنایا ہے۔ چنانچہ حضرت قاضی صاحب نے پہلے تو معصوم اور محفوظ کا فرق یوں بیان کیا ہے: ''معصوم وہ ہے جس سے گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا اور محفوظ وہ ہے جس سے گناہ سرزد ہو سکتا ہے مگر...... اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھتا ہے'' (خارجی فتنہ۔ ص ۵۴۲، ج ۱)

پھر حضرت علیؓ کے متعلق لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کام وہ کر ہی نہیں سکتے تھے۔'' (خارجی فتنہ۔ ص ۴۵۵، ج ۱)

نیز لکھتے ہیں: ''آپ یہ فیصلہ قبول بھی نہیں کر سکتے تھے...... اور ان سے اس سلسلہ میں خطاء اجتہادی کا صدور بھی نہیں ہونے دیا۔'' (خارجی فتنہ۔ ص ۵۸۲، ج ۱)

> شیعوں کا عقیدہ یوں بیان کیا ہے: ''حالانکہ اہل سنت کے عقیدہ میں معصوم انبیاء سے بھی ذلّت (لغزش) کا صدور ہو جاتا ہے...... البتہ شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ائمہ معصومین (بارہ امام) سے لغزش اور سہو کا صدور بھی نہیں ہو سکتا۔'' (خارجی فتنہ۔ ص ۵۰۰، ۵۰۱ ج ۱)

کیا یہ حضرت علیؓ کو شیعوں کی طرح معصوم بنانا نہیں ہے؟ تو کیا حضرت قاضی صاحب مرحوم کے بارے میں بھی یہ کہا جا سکتا ہے یا نہیں کہ ''وہ عملاً یا عقیدۃً بھی روافض سے پیچھے نہیں ہیں'' اگر کہا جا سکتا ہے تو پھر سنی کون ہوا؟ اگر نہیں تو حضرت معاویہؓ کی خطا کا سن کر آگ بگولہ ہونے والوں کا ہی اتنا بڑا قصور آخر کیا ہے؟

دوم: حضرت نفیس شاہ صاحب نے حضرت مولانا لکھنویؒ کی جو عبارت مولانا قاری قیام الدین صاحب

(پنڈ دادنخان) کی حضرت معاویہؓ سے متعلق کتاب پر تقریظ میں لکھی ہے:

''حضرت علیؓ کی صف نعال میں بھی اگر حضرت امیر معاویہؓ کو جگہ مل جائے تو یہ ان کی سعادت ہے۔''اس عبارت کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے آپ نے اس کو عقیدہ اہل سنت کہا ہے......آگے چل کر آپ (یعنی مفتی انور صاحب) لکھتے ہیں کہ''(حضرت شاہ صاحب نے) یہ الفاظ حضرت علیؓ کی نسبت سے لکھے ہیں۔یار لوگوں نے صرف صفِ نعال یاد کر لی اور اس نسبتِ علیؓ کو حذف کر دیا۔یاد رکھیں کہ یہ صفِ نعال مولانا عبدالشکور لکھنوی یا مولانا نعمانی یا حضرت شاہ صاحب مدظلہ کی نہیں حضرت علیؓ کی ہے جو بالاتفاق خلیفہ راشد ہیں......یہ توہین نہیں فرق مراتب ہے......اس میں کوئی پہلو توہین والا نہیں۔''(ماہنامہ''الخیر''ملتان۔ص ۲۱،۲۲)

مفتی صاحب! آپ کی اس عبارت پر بھی چند اشکالات ہیں:

(۱) اگر فرق مراتب بیان کرنے کا یہ انداز کوئی توہین نہیں تو کیا اگر کوئی خارجی یا ناصبی یہی طریقہ اصحاب ثلاثہؓ اور حضرت علیؓ میں فرق مراتب بیان کرتے ہوئے اپنا لے اور یوں کہے کہ:

''اصحاب ثلاثہؓ کی صفِ نعال میں بھی اگر حضرت علیؓ کو جگہ مل جائے (العیاذ باللہ) تو یہ ان کی سعادت ہے۔''

اور ایسے ہی اگر کوئی یہ کہنے لگے کہ حضرت مدنیؒ کی صفِ نعال میں بھی حضرت رائے پوری کو جگہ مل جائے تو یہ ان کی سعادت ہے۔''یا کوئی یوں کہے کہ حضرت قاضی مظہر حسین صاحب کی صف نعال میں بھی حضرت نفیس شاہ صاحب کو جگہ مل جائے تو یہ ان کی سعادت ہے''تو کیا آپ کے نزدیک فرق مراتب بیان کرنے کا یہ انداز صحیح ہوگا؟ کیا آپ کے نزدیک اس انداز بیان میں کوئی قباحت نہیں؟

محترم! ہمیں معلوم نہیں کہ حضرت لکھنویؒ نے یہ بات کس موقع اور کس سیاق وسباق میں کہی ہے اور جناب نفیس شاہ صاحب کا اس انداز بیان سے کیا مطلب ہے۔الفاظ بہر حال غلط ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ فرق مراتب ہے اور حضرت علیؓ کا مقام و مرتبہ بلند ہے۔حضرت لکھنویؒ کی شخصیت کے پیش نظر اس کی کوئی مناسب توجیہ تو کی جائے گی لیکن اس انداز کو توہین کے شائبے سے بھی پاک جان کر اسکی تصحیح ہرگز ہرگز نہیں کی جاسکتی۔صحابہ کرامؓ سے متعلق ایسا انداز اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ان کا مقام اس حوالے سے زیادہ احتیاط کا تقاضا کرتا ہے اور ایسے انداز سے تو رسول اللہ ﷺ نے بھی منع فرمایا ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے: **لاتفضلوا نی علی یونس** کہ مجھے حضرت یونس علیہ السلام پر فضیلت مت دو۔یعنی امام الانبیاء تو آپ ہیں لیکن فرق مراتب بیان کرنے کا یہ انداز مناسب نہیں ہے۔خود اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ میں فرق مراتب بیان کیا ہے **لایستوی منکم......وکلا وعداللہ الحسنی** اور انبیاء میں بھی فرق مراتب ہے لیکن اس کو بیان کرنے میں ایک دوسرے کے جوتوں میں بٹھلانا سوء ادب اور توہین ہے۔آپ حضرت لکھنویؒ کی یا نفیس شاہ صاحب کی طرف سے معذرت اور تاویل کریں تو کریں لیکن اس کو اس طرح صحیح بتلانا بالکل غلط ہے۔اصولِ اہل سنت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

مفتی صاحب! آپ کا اس موقع پر یہ لکھنا کہ:

''یاد رکھیں کہ یہ صف نعال مولانا عبدالشکور لکھنوی یا مولانا نعمانیؒ یا حضرت شاہ صاحب مدظلہ کی نہیں حضرت علیؓ کی ہے''

تو اور بھی زیادہ قبیح ہے۔ حضرت لکھنویؒ کی عبارت میں حضرت علیؓ کی تصریح موجود تھی۔ پھر کوئی احمق اس کو لکھنوی یا نعمانی یا نفیسی صفِ نعال کیسے سمجھ سکتا تھا کہ آپ کو اس کی وضاحت کرنا پڑی۔ آپ کی اس دل آزار وضاحت کا مطلب تو یہ نکلتا ہے کہ آپ کے نزدیک حضرت معاویہؓ کی لکھنوی و نعمانی اور نفیسی صف نعال میں جگہ ملنے والی سعادت بھی گونفیاً ہی سہی مگر زیر بحث آ سکتی ہے اور یہ سوچ کسی جلے بھنے سبائی کی تو ہو سکتی ہے کسی صحیح العقیدہ سنی کی نہیں ہو سکتی۔

مفتی صاحب! محمود احمد عباسی صاحب کے جوش تردید میں عظمتِ سیدنا معاویہؓ کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ حضرت معاویہؓ اسلاف کے بھی اسلاف ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہیں اور متفق علیہ خلیفہ راشد ہیں۔ ملحوظ رہے کہ اگر حضرت نفیس شاہ صاحب حضرت رائے پوری کے معتمد علیہ ہیں تو سیدنا معاویہؓ 'امام الانبیاء اور صحابہ کرام کے معتمد علیہ ہیں۔ حضرت علیؓ کی عظمت بیان ہونی چاہیے اور محمود احمد عباسی کی تردید ضرور ہونی چاہیے لیکن حضرت معاویہؓ کی توہین و تنقیص کر کے نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نفیس شاہ صاحب تو ناقل ہیں اور مسلمہ اصول ہے کہ ناقل حوالہ دے دے تو وہ بری الذمہ ہوتا ہے۔''

مفتی صاحب! کیا یہ اصول مولانا مودودی صاحب اور لعل شاہ صاحب پر بھی لاگو ہوگا؟ نیز کیا روافض' حضرات صحابہ کرام کی توہین و تنقیص بلکہ تکفیر تک میں بھی قرآن وحدیث اور سنی کتب کے حوالے نہیں دیا کرتے؟ تو کیا آپ ان کو بری الذمہ قرار دیں گے؟ ایک ہے حوالہ دینا ایک ہے' اس سے استدلال کرنا...... بالفرض اگر حوالہ سے بری الذمہ بھی انسان ہوتا ہو تو استدلال سے تو قطعاً بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ نفیس شاہ صاحب نے حضرت معاویہؓ کو نیچا دکھانے بلکہ بنانے کے لیے استدلال کیا ہے' نرا حوالہ نہیں دیا۔

سوم: آپ نے لکھا ہے کہ عدم علم' تعصب' کم فہمی یا کج فہمی کی وجہ سے اکابر کی عبارات کو بریلویوں کی طرح بگاڑ کر اور عوام کو اسلاف سے متنفر کرنے کے لیے بعض لوگ حضرت قاضی مظہر حسین مرحوم کے متعلق کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ کی توہین کی ہے۔ قاضی صاحب' حضرت مدنیؒ کے معتمد علیہ ہیں اور انہوں نے دفاعِ معاویہؓ میں کتاب بھی لکھی ہے۔ لہٰذا ان کے بارے میں ایسی بات ہمارے تصور میں بھی نہیں آ سکتی۔ (ملخصاً) الخیر۔ ص ۲۰،۲۱)

مفتی صاحب! ہماری خواہش ہے کہ بات ایسے ہی ہو...... آپ نے چونکہ اپنے بارے میں اعتراف کیا ہے کہ میں نے ''دفاعِ معاویہ'' نہیں دیکھی۔ اس لیے آپ کی رائے اس کتاب سے متعلق غیر معتبر اور ناقابل قبول ہے...... آیئے! ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ یہ کتاب ایک مولوی صاحب کے اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ اس نے اعتراضات حضرت معاویہ پر نہ کئے تھے بلکہ ان کے حوالہ سے قاضی صاحب پر کئے تھے۔ قاضی صاحب نے ان اعتراضات کے جواب دیئے

ہیں۔لہٰذا اس میں دفاع حضرت معاویہؓ کانہیں بلکہ قاضی صاحب کا اپنا دفاع ہے۔اس مولوی صاحب کے اعتراضات کا حاصل یہ تھا کہ قاضی صاحب نے لعل شاہ صاحب کی بعض عبارتوں کو حضرت معاویہؓ کی شان میں توہین وتنقیص قرار دیا ہے ۔حالانکہ قاضی صاحب نے خود اس سے بھی زیادہ سخت عبارتیں لکھی ہیں تو وہ کیوں توہین وتنقیص نہیں۔قاضی صاحب نے جواباً اپنی ان عبارتوں کا انکار نہیں کیا۔نہ ان کے ظاہر معنیٰ ومفہوم کا انکار کیا ہے بلکہ اپنی پوزیشن صاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ کر آخر میں خطاء اجتہادی جو کہہ دیا ہے لہٰذا مجھ پر اعتراض غلط ہے۔فرمایئے! دفاعِ معاویہؓ ہے یا دفاعِ قاضی صاحب......؟

میں ذیل میں قاضی صاحب کی وہ چند عبارتیں نقل کرتا ہوں جن کے حوالہ سے اس مولوی صاحب نے قاضی صاحب پر اعتراض کیا تھا۔آپ ہی ان کو پڑھ کر انصاف کے ساتھ بتائیں کہ کیا یہ حضرت معاویہؓ کی توہین نہیں؟

☆(حضرت معاویہؓ نے) بہرصورت اللہ کے حکم کی مخالفت کی۔(خارجی فتنہ۔ص ۴۶۱،۶۲۔ج ۱)

☆مانناپڑے گا کہ گو اس وقت خود معاویہ معذور تھے......لیکن از روئے نص قرآنی یہ مطالبہ درحقیقت بالکل ناجائز تھا۔

(خارجی فتنہ۔ص ۵۵۰،ج ۱)

☆آپ ہزار موشگافیاں کریں۔حضرت علی المرتضیٰ کی معزولی کا مطالبہ بالکل ہی ناجائز تھا۔(خارجی فتنہ۔ص ۵۲۶،ج ۱)

☆حضرت علیؓ کے ساتھ لڑنے والے قصوروار ہیں۔(خارجی فتنہ۔ص ۹۷،۱۰۰۔ج ۱۔ملخصاً)

☆حضرت معاویہؓ نے نص قرآنی وحدیثی کی مخالفت کی۔(خارجی فتنہ۔ص ۴۷۶،ج ۱)

☆(حضرت معاویہ) کے اختلاف بلکہ مخالفت سے حضرت علیؓ کے خلاف تین محاذ بن گئے۔(خارجی فتنہ۔ص ۴۷۸،ج ۱)

☆(حاکموں کا) حضرت علیؓ کو معزول کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں تھا بلکہ گناہ تھا......اللہ کے مقرر کردہ خلیفہ کو معزول کرنا یقیناً سخت نافرمانی ہے۔(خارجی فتنہ۔ص ۴۵۵،ج ۱) بلکہ ان کو معزول کرنا حکم خداوندی کے خلاف قرار پاتا۔(خارجی فتنہ۔ص ۴۵۸،ج ۱)...... یہ دونوں فیصلے آیت استخلاف کے بالکل خلاف ہیں۔ص ۴۵۸)

☆آیت والسابقون الخ کے مطابق اللہ نے تین طبقوں پر اپنے راضی ہونے کا اعلان فرمایا۔لکھتے ہیں:

> ’’حضرت معاویہ نہ مہاجرین میں سے ہیں نہ انصار میں سے بلکہ تیسرے طبقے سے ہیں۔جن کے ساتھ اللہ کی رضا مشروط تھی۔مہاجرین وانصار کی اچھے طریقے میں پیروی کے ساتھ۔حضرت علیؓ چونکہ مہاجرین اوّلین میں سے ہیں۔اس لیے از روئے نص قرآنی ان کی پیروی حضرت معاویہؓ پر لازم تھی......پھر بتایا کہ انہوں نے بجائے پیروی کے مخالفت اور بجائے اطاعت کے قتال کیا۔‘‘(خارجی فتنہ۔ص ۴۷۶،ج ۱)

مفتی صاحب! نتیجہ ظاہر ہے کہ رضائے الٰہی والی شرط پوری نہ ہوئی تو رضی اللہ عنہم ورضوانہ کا مصداق نہیں (العیاذ باللہ)

اصل حکم حضرت معاویہ کا یہی ہے کہ وہ باغی تھے (خارجہ فتنہ۔ص ۳۷۹،ج ۱)......اور ان کو باغی ہی قرار دیا جائے گا۔(دفاع

معاویہ ص ۲۲)......بلکہ وہ صحابی نہ ہوتے تو ان کا حکم اور تھا (خارجی فتنہ ص ۵۵۰، ج ۱)

جناب مفتی صاحب! یہ چند عبارات ہم نے نقل کی ہیں۔ اختصار پیش نظر ہے وگرنہ قاضی صاحب کی کتاب ایسی ہی عبارات سے لبریز ہے......اب آپ فرمائیں کیا ان تعبیرات میں حضرت معاویہؓ کی اور حضرات حکیمینؓ کی توہین آپ کے نزدیک ہے یا نہیں؟ نیز فرمائیں کہ کیا مولانا مودودی صاحب کی عبارات اور قاضی صاحب کی عبارات میں کوئی فرق ہے؟ اگر مودودی صاحب اپنی تمام عبارات میں جن پر قاضی صاحب کو اعتراض ہے۔ یہ لکھ دیں کہ اس سے مراد خطاء اجتہادی ہے تو کیا وہ محض اتنی سی بات سے سنی مسلک کی ترجمان بن جائیں گی؟ نیز قاضی صاحب کی ان تعبیرات سے خطاء اجتہادی ظاہر ہوتی ہے یا خطا عنادی۔

چہارم: محترم مفتی صاحب! آپ نے ''وکالتِ یزید'' کا عنوان قائم کر کے علامہ ابن حجر مکی کی طویل عبارت اپنی تائید اور مدعا کو ثابت کرنے کے لیے نقل کی ہے۔

جناب مفتی صاحب! علمائے کرام کو عوامی انداز کی بجائے علمی انداز میں گفتگو زیب دیتی ہے۔ افسوس کہ آپ نے عوامی انداز اختیار کیا ہے۔ بات یزید کی وکالت کی نہیں صحابہ کرام، خاندان نبوت، تابعین اور دورِ خیر القرون کی وکالت کی ہے کیونکہ یزید کی بیعت صحابہ کرام، تابعین عظام اور پیغمبر ﷺ کے خاندان نے کی۔ حتیٰ کہ یزید کی بیعت کرنے پر حضرت حسینؓ بھی آمادہ ہوگئے تھے۔ جیسا کہ کتب تواریخ میں موجود ہے۔ تمام اطراف میں یزید کی بیعت ہوگئی تھی اور صحابہ و تابعین آل ابی طالب اور بنی عبدالمطلب آخر تک یزید کی بیعت پر قائم تھے بلکہ حضرت ابن عمرؓ تو بعض بیعت توڑنے والوں کو سختی سے منع کر رہے تھے۔ صحابہ کرام و تابعین عظام دور یزید میں اہم عہدوں پر فائز تھے۔ لہٰذا وکالت یزید کی نہیں بلکہ دور خیر القرون، صحابہ، تابعین اور پیغمبر کریم ﷺ کے خاندان کی ہے کہ ایسی عظیم شخصیات بھلا کسی شریر، فاسق، ظالم کی بیعت کیسے اور اس کی امارت کو قبول کیونکر کرسکتی ہیں؟......اگر یزید کو ان صفات کا جو آپ نے گنوائی ہیں' حامل ٹھہرایا جائے تو صحابہ و تابعین اور خاندانِ پیغمبر کا اس کی بیعت کرنا، قائم رہنا، امیر تسلیم کرنا گناہ قرار پائے گا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہؒ نے تصریح کی ہے کہ اگر کسی ایسے شخص کو لوگ خلیفہ بنائیں جس میں یہ شرائط (خلافت) نہ پائی جائیں تو اس کی خلافت کے بانی گنہگار ہوگئے۔ ملاحظہ ہو ازالۃ الخفاء مترجم ص ۲۳، ج ۱

پنجم: آپ نے فرمایا ہے کہ ''آج کل یزید کو سیدنا، امیر المومنین اور خلیفۂ عادل جیسے الفاظ سے متعارف کروانا شروع کیا ہے جو اہل سنت کے مسلک سے خروج ہے۔''

مفتی صاحب! بقول حضرت شاہ ولی اللہؒ خلیفہ کی شرائط میں سے ایک شرط عدالت بھی ہے۔ اگر یزید غیر عادل تھا تو اس کو خلیفہ نامزد کرنا، بنانا، ماننا، منوانا سب ناجائز اور گناہ تھا پھر سیدنا معاویہ و دیگر جلیل القدر صحابہ کرامؓ و تابعین نے ان کو ولی عہد اور پھر خلیفہ کیوں بنایا، قبول کیا اور اس کی بیعت پر کیوں قائم رہے؟ بیعت توڑنے والوں، اس کے خلاف خروج کرنے

والوں کو اللہ و رسول کے حوالے سے کیوں منع کیا۔ کیا یزید کو غیر عادل بنانے سے اس دور کے صحابہ کرام و تابعین طعن سے بچ سکتے ہیں؟ اور صحابہ و تابعین کو مطعون کر کے کیا کوئی سنی رہ سکتا ہے؟ اس لیے کہ پورے عالم اسلام میں یزید کی بیعت سوائے حضرت ابن زبیرؓ اور حضرت حسینؓ کے باقی سب نے کر لی تھی۔ جیسا کہ علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے: **فبایع لہ الناس فی سائر الاقالیم......فاتسقت البیعتہ لیزید فی سائر البلاد ووفرت الوفور فی سائر الاقالیم الی یزید** (ص۷۹،۸۰۔ج۸) بلکہ کربلا میں پہنچ کر حضرت حسینؓ بھی یزید کی بیعت پر آمادہ ہو گئے تھے۔ سیدنا حسینؓ نے فرمایا تھا کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو۔ میں اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ ''**حتیٰ اضع یدی فی یدہ**''

(البدایہ ص۱۷۰، ج۸۔ الاصابہ ص۳۳۴، ج۱۔ النبراس شرح عقائد ص۵۴۱) یزید کو غیر عادل بنانے سے تو حضرت حسینؓ پر بھی طعن آئے گا کہ وہ غیر عادل کی بیعت پر آخر میں کیوں آمادہ ہو گئے تھے؟

رہا یزید کو ''امیر المومنین'' کہنا......مفتی صاحب! یزید امیر تو بہر حال تھا۔ اس کا انکار تو ایسے ہے جیسے شیعہ کہتے ہیں کہ ابوبکر و عمر اور عثمان خلیفہ نہ تھے......اب بات ہے اس کے مامورین کی کہ وہ کون تھے، کفار یا مومنین......اگر کفار تھے تو یزید دشمنی میں آپ دور خیر القرون، صحابہ و تابعین اور اہل بیت سب کو کافر کہہ رہے ہیں......اگر مومنین تھے تو پھر یزید کے امیر المومنین ہونے میں کیا شک ہے؟ غور تو فرمائیں اس کا دورِ امارت، دور خیر القرون تھا، عالم اسلام تھا، صحابہ کرام و تابعین ان کے زیر امارت تھے۔ بغضِ یزید میں آپ اتنا آگے کیوں چلے گئے ہیں کہ ان ہستیوں کے متعلق آپ ''امیر المومنین'' بھی سننا برداشت نہیں کرتے؟ اس میں یزید کی مذمت کم اور صحابہ کرام کی زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں اگر یزید کو امیر المومنین کہنا جرم اور اہل سنت کے مسلک سے خروج ہے تو یہ جرم اور یہ خروج تو شروع سے لوگ کرتے آئے ہیں۔ چنانچہ صحابی رسول حضرت نعمان بن بشیرؓ نے اس کو امیر المومنین کہا۔ دیکھیے البدایہ ص۲۱۸، ج۸ اور علیؓ بن حسینؓ (زین العابدین) کا یزید کو امیر المومنین کہنا تو محمد الباقرؒ کے حوالے سے خود قاضی مظہر حسین صاحب نے بھی نقل کیا ہے کہ ''زین العابدینؒ نے کہا کہ اللہ امیر المومنین کو صلہ دے۔'' **فقال ابی وصل اللہ امیر المومنین** '' دیکھیے خارجی فتنہ ص۵۰۲، ج۲......امام ابن تیمیہ کی عبارت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے قاضی صاحب نے لکھا ہے کہ ''خواہ کوئی شخص بزور شمشیر فاسق و فاجر مسلمانوں پر مسلط ہو جائے اور اس کا حکم نافذ ہو تو اس کو خلیفہ اور امیر المومنین کہہ سکتے ہیں'' خارجی فتنہ ص۳۴۲، ج۲......علامہ ابن کثیرؒ نے بھی اس کو امیر المومنین لکھا ہے۔ دیکھئے البدایہ ص۱۷۰، ج۸، ص۲۱۴، ج۸، ص۲۲۶ ج۸ اور البدایہ ص۱۴۳، ج۸ پر لکھتے ہیں:

ھذہٖ ترجمہ یزید بن معاویہؓ ھو یزید بن معاویہ، یزید بن ابی سفیان......امیر المؤمنین ابو خالد الاموی. البدایہ ص۲۲۶ ج۸۔ اور البدایہ ص۱۴۳ ج۸ پر لکھتے ہیں: **فخطب الناس اوّل خطبۃ خطبھا وھو امیر المومنین**......تو کیا یہ سارے حضرات اہل سنت سے خارج تھے جنھوں نے یزید کو امیر المومنین لکھا اور کہا ہے؟